AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title اسلامی نظام خلافت اور مغربی استعمار کا بنیادی فرق" شاہ ولی اللہ ؒ کے افکار کی روشنی میں ایک تقابلی مطالعہ"

Author (s): Haseeb Ahmad Khan
Dr Syed Ghazanfr Ahmad

Received on: 20 January, 2021
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 10 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Islami Nizaam e Khilafat Aur Maghrabi Istemaar Ka Bunyadi Faraq " Shah Wali Ullah ky Afkaar ki Roshni Mian Taqabli Mutalya"", AL-ILM 6 no 1(2022):299-321
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

اسلامی نظام خلافت اور مغربی استعمار کا بنیادی فرق
"شاہ ولی اللہؒ کے افکار کی روشنی میں ایک تقابلی مطالعہ"

حسیب احمد خان*
ڈاکٹر سید غضنفر احمد**

Abstract

Shah Waliullah was one of the most prominent Islamic reformer and revivalist of this region even if we look at Islamic history we can find his name at the top of the list after Salaf, Shah Waliullah reformed every corner of society in the light of Quran-&-Sunnah he changed the viewpoint of the people of subcontinent about politics, about Islamic jurisprudence, about mysticism, about innovations in Islam, he left writings related to every known field of Islamic studies there has been many comprehensive works on his life and achievements written by Molana Ubaidullah Sindhi, Molana Manazir Ahsan Gilani, Molana Abu al Hassan Ali Nadvi, Ghulam Murtaza Malik etc. it has been a great honor to be included in this prestigious list of the narrators of Shah Waliullah Dehelvi. In this article I am discussing that how Shah Waliullah leads the way for his successors to work on his political theories and to lead the world towards a solution that how we can establish a pure Islamic sociopolitical system which is relevant to this modern world and how Shah Waliullah describes the spiritual values of this system. As Syed Abu Al Hassan Ali Nadvi stated in his book under the heading of "Scope of Shah Waliullah's Reformative Work"."The reformatory endeavor of the Shah comprising propagation of the true content of faith, dissemination of teachings brought by the Prophets and reinvigoration of the Muslim community with a fresh thought and ambition was so wide in its scope and multidimensional in its nature that we fail to find a similar effort having been made by anyone among his contemporaries.

Key Words : Caliphate, Colonialism, Imperialism, Globalization, Enlightenment, Reformation.

تعارف

تاریخ انسانی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کسی بھی خطے کے عمرانی نظام کو چلانے کیلئے ایک خاص معاہدہ عمرانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور یہ معاہدہ عمرانی **The Social Contract** دو فریقوں کے مابین ہوا کرتا ہے، جن

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ قرآن وسنہ جامعہ کراچی
**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنہ جامعہ کراچی

میں ایک فریق "راعی" یا "حاکم" کہلاتا ہے جبکہ دوسرا فریق "رعیت" یا "محکوم" کہلاتا ہے، حاکم و محکوم کا یہ تعلق سمع و طاعت پر بھی مبنی ہو سکتا ہے اور خوف و غلامی پر بھی ہم اپنے مقالے میں اس امر پر غور کریں گے کہ ایک خالص دینی پیرائے میں بننے والی حکومت کہ جسے خلافت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور ایک خالص مادی پیمانے پر بننے والی سلطنت کہ جسے سامراج یا استعمار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ہر دو میں بنیادی فرق کیا ہے۔

دور جدید کے مغالطوں میں سے ایک شدید مغالطہ یہ پیدا ہوا کہ کبھی خلافت کو استعمار و سامراج کے مترادف سمجھا گیا تو کبھی اسے پاپائیت کی اسلامی شکل قرار دیا گیا ضرورت اس امر کی محسوس ہوتی ہے کہ دلائل و براہین سے اس فرق کو واضح کیا جائے کہ جو خلافت و استعمار کے مابین ہے اور ہر دو عمرانی معاہدوں کے دنیا پر اثرات کا تحقیقی انداز میں مطالعہ کیا جائے۔

اہم اصطلاحات کی تعریف

یہاں پر ہم چند اہم اصطلاحات کا جائزہ لیتے ہیں۔

خلافت و امامت: ابنِ منظور افریقی لکھتے ہیں:

''الإمام كل من ائتم بہ قوم، كانوا على الصراط المستقيم أو كانو ضالين، والجمع :أئمة،...والخليفة إما م الرعية''.[1]

استعمار و سامراج

Colonialism is a practice of domination, which involves the subjugation of one people to another. [2]

استعمار و سامراج ایک قوم کا کسی دوسری قوم پر مکمل تسلط اور غلبے کا نام ہے۔

تحریک تنویر

The Enlightenment brought political modernization to the west, in terms of focusing on democratic values and institutions and the creation of modern, liberal democracies.

Enlightenment thinkers sought to curtail the political power of organized religion, and thereby prevent another age of intolerant religious war. The radical Enlightenment promoted the concept of separating church and state.[3]

مغرب کی تحریک تنویر نے، چرچ کی طاقت کو ختم کر کے لامذہبی سیاست کو رائج کیا، جمہوریت کو بطور نظام تسلیم کیا، اور سیکولر بنیادوں پر جدید مغربی ریاست کی تشکیل نو کی۔

عالمگیریت

Merriam Webster's Collegiate Dictionary کے مطابق Globalize کے معنی ہیں:
to make worldwide in scope or application "esp" To make global;
یعنی عالمگیر کرنا، خاص کر فرصتوں، مواقع، درخواستوں اور قابل عمل چیزوں کو عالمی وسعت دینا۔ جبکہ اسی ڈکشنری میں "گلوبلائزیشن" کے متعلق یوں لکھا ہوا ہے:
The act of globalizing; the state of being globalized
"یعنی "گلوبلائزیشن" کا معنی ہے عالمگیر ہونے والی حالت وغیرہ۔[4]

ادبی جائزہ (Literature review)

اس آرٹیکل میں ہماری تحقیق کا بنیادی عنوان اسلام کا تصور خلافت اور اس کا استعمار سے تقابلی مطالعہ ہے، خلافت اور استعمار ایک ایسا عنوان ہے کہ جس پر بے شمار تحریری مواد موجود ہے لیکن ہر دو کے تقابلی مطالعے پر کوئی خاص علمی اور تحقیقی کام موجود نہیں، اس آرٹیکل میں ہم نے اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے کہ خلافت بطور نظام کس انداز میں استعمار سے مختلف ہے اور وہ کون سے بنیادی نکات ہیں کہ جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

اس عنوان پر ہمارے آرٹیکل کا مدار خاص کر اس تصور خلافت پر ہے کہ جو شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے پیش کیا اور خاص طور پر ان کی کتاب **"ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء"** میں اس عنوان کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی گئی، شاہ صاحبؒ نے اپنی کتاب میں خلافت کی مختلف اقسام بیان کی ہیں اور خلافت خاصہ کو خلافت عامہ سے الگ کیا ہے۔
Caliphate "A'am" is the caliphate where Islamic rules and regulation should be established, Jihad should be called against enemies, establishment of " Bayt al-mal" Judicial system should be intact and department of " Amr bil Maroof wa Nahi 'anil Munkar" should be there.[5]
شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مطابق خلافت عام وہ خلافت ہے کہ جہاں اسلام کے بنیادی اصول و قواعد لاگو ہوں، دشمنوں کے خلاف جہاد کا اہتمام کیا جاتا ہو، بیت المال موجود ہو، اسلام کا نظام قضاء نافذ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادارہ قائم ہو۔
Prophet are purified people they were created on the purest form of nature all of them were innocent and they have always in contact with their Lord, Prophets have the caliphate of this universe both spiritual caliphate and physical caliphate "Rightly Guided Caliphs" are the people whom are nearest to prophets in their nature and in their character.[6]

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی نگاہ میں اس دنیا میں حقیقی خلافت انبیاء علیہم السلام کے پاس رہی ہے یہ انتظامی خلافت بھی تھی اور روحانی خلافت بھی اور انبیاء علیہم السلام کے حقیقی نائب خلفاء راشدین ؓ تھے کہ جنہوں نے انبیاء کے مشن کو آگے بڑھایا، خلفاء راشدین سے خلافت کے دو دھارے جاری ہوئے ایک روحانی خلافت اور دوسری انتظامی خلافت۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا رسالہ **"منصب امامت"** بھی اس حوالے سے ایک اہم دستاویز ہے، شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنے اس رسالے میں امامت (خلافت) کے اوصاف کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کے مختلف درجات کا تذکرہ کیا ہے، شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد شاہ اسماعیل شہیدؒ کے اس رسالے کو امامت و خلافت کے باب میں ایک اہم دستاویز شمار کیا جا سکتا ہے۔

اس رسالے میں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ذاتی اور صفاتی اعتبار سے امام یا خلیفہ کے اوصاف بیان کیے ہیں اور اس کے بعد خلافت و امامت کی مختلف اقسام کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔[7]

اسی عنوان پر مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے ولی الٰہی افکار کی روشنی" **التمهيد لتعريف ائمة التجويد**" میں تجدید و احیاء دین کے مختلف مدارج کا تذکرہ کیا ہے اور دور جدید میں کس طرح خلافت کا احیاء ممکن ہے اس حوالے سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔

اردو زبان میں اس حوالے سے ہونے والے مزید کام میں مولانا آزادؒ کی "مسئلہ خلافت" سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب " خلافت و ملوکیت" ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے " محاضرات شریعت " سیرت نبوی ﷺ کے تناظر میں پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی صاحب کا رسالہ "عہد نبوی ﷺ کا نظام حکومت" اخلاقی اصولوں کے حوالے سے مولانا زکریا کاندھلویؒ کا رسالہ "الاعتدال فی مراتب الرجال" یا "اسلامی سیاست" انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

دوسری جانب استعمار اور اس کے اثرات کے حوالے سے ایک انتہائی اہم کام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی خود نوشت سوانح " نقش حیات " میں ہوا ہے اسی کی تفصیل متعدد ضخیم جلدوں میں " حضرت مدنیؒ کی سیاسی ڈائری" کی شکل میں پبلش ہوئی بعد ازاں "برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا" نامی رسالے میں اس حوالے سے انتہائی اہم مواد کو جمع کیا گیا ہے۔ ایڈورڈ سعید کی کتاب (Culture and Imperialism) خاص اس عنوان پر ایک شاہکار ہے اور ایڈورڈ سعید نے اس کتاب میں انتہائی تفصیل کے ساتھ دنیا پر ثقافتی اعتبار سے سامراجی اثرات کا جائزہ لیا ہے۔[8]

اسی طرح معروف ہندوستانی ٹیکنو کریٹ شاشی تھارور کی کتاب (Inglorious Empire) خاص اس عنوان پر ایک شاندار کاوش ہے، شاشی تھارور نے اس کتاب میں اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ کس طرح برطانوی استعمار نے برصغیر پاک وہند کو برباد کیا یہاں کے وسائل کو لوٹا یہاں کی ثقافت کو نقصان پہنچایا اور یہاں کی تہذیب کو بڑے پیمانے پر تاراج کیا۔[9]

آخری کتاب ڈاکٹر مبارک علی کی "برطانوی راج ایک تجزیہ" ہے جس میں ڈاکٹر مبارک علی نے انتہائی تفصیل سے برطانوی استعمار کے برصغیر پر اثرات، سامراج اور استعمار کے فرق اور استعماری قوتوں کے طریقہ واردات پر بحث کی ہے۔[10]

مغربی استعمار کا تاریخی پس منظر

مغربی استعمار کی کا وجود اس وقت بیدار ہوا کہ جب کلیسا اپنے آخری دموں پر تھا اس دور کو مغرب کی تحریک احیاء یا تحریک تنویر کا دور کہا جاتا ہے، یہ وہ وقت تھا کہ جب مغرب نے اپنی بنیاد یعنی چرچ سے مکمل تعلق توڑ کر لامذہبی سیاسی افکار و نظریات کے تحت دنیا کو فتح کرنے کی طرف قدم بڑھائے اس تحریک کے تین بنیادی دائرے تھے، پہلا سیکولر سیاست، دوسرا مادیت پرستی اور تیسرا عظیم صنعتی انقلاب مغرب کے تنویری سیاسی مفکرین نے اسی دائرے میں اپنے کام کو مرکوز کیا۔

مغرب کی تحریک تنویر اور استعمار

Damien Tricoire نے اپنی کتاب Enlightened Colonialism: Civilization Narratives and Imperial Politics in the Age of Reason میں اس کا تفصیلی جائزہ لیا ہے، مغرب کہ جو بظاہر اپنے روشن دور کی طرف جارہا تھا اسی دور میں مغرب نے پوری دنیا کو استعماریت کی کی زد میں لیا اور دنیا کے ایک بڑے حصے کو اپنا غلام بنایا۔[11]

مغربی کے تنویری مفکرین میں تین بڑے نام آتے ہیں جن میں

جان لاک (John Locke (1632–1704)

چارلس مونٹیسکیو (Charles Montesquieu (1689–1755)

ژاں ژاک روسو (Jean-Jacques Rousseau (1712–1778)

سر فہرست ہیں۔

Enlightenment philosophers John Locke, Charles Montesquieu, and Jean-Jacques Rousseau all developed theories of government in which some or even all the people would govern. These thinkers had a profound effect

on the American and French revolutions and the democratic governments that they produced.[12]

ان تمام مفکرین نے لامذہبی بنیادوں پر ایک معاہدہ عمرانی کا تصور پیش کیا، جس کی بنیاد پر ایک جدید ریاست کو استوار کیا جاسکتا تھا۔

معاہدہ عمرانی

In moral and political philosophy, the social contract is a theory or model that originated during the Age of Enlightenment and usually concerns the legitimacy of the authority of the state over the individual.[13]

مغرب کے معاہدے عمرانی کی بنیاد لبرل اقدار اور خاص سیکولر تصور ریاست تھی، تاکہ ریاست سے مذہبی تصورات کو مکمل طور پر ختم کرکے ریاست اور کلیسا کو ایک دوسرے سے جدا کیا جاسکے استعمار اپنے ساتھ یہی فکر مشرق میں بھی لے کر آیا اور مشرق میں موجودہ سیکولر جمہوری اور وطنی سیاست کی بنیاد یہیں سے پڑی۔

سیکولرازم

شیخ سفر الحوالی اپنی معروف کتاب "سیکولرزم" کچھ اس انداز میں سیکولرزم کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

"سیکولرزم کا صحیح ترجمہ "لادینیت" یا "دنیویت"۔ دنیویت کا لفظ فقط آخرت کے مقابلے میں نہیں بلکہ خاص "دین" کے مقابلے میں ہے یعنی جس چیز کا دین سے تعلق نہ ہو یا دین سے متضاد تعلق ہو اسے "دنیوی" کہا جاتا ہے۔[14]

مغرب کی سیکولر سیاست کا بانی جارج جیکب ہولیوک تھا George Jacob Holyoake (13 April 1817 – 22 January 1906)

جس نے سیکولرزم کے بنیادی اصول متعین کیے۔

خلافت واستعمار کا تقابل اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ

اس تقابلی مطالعے کیلئے جو شخصیت اپنے افکار کے اعتبار سے جامع تصور کی جاسکتی ہے وہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شخصیت ہے شاہ صاحبؒ کا دور وہ دور ہے کہ جہاں ایک جانب تو مسلمان بادشاہتوں کا زوال اپنے عروج پر تھا تو دوسری جانب ہندو سکھ قوتیں ایک خطرہ بن کر مسلمانوں کے سر پر کھڑی تھیں اور اس پر مزید یہ کہ مغربی استعماری قوتوں نے برصغیر میں اپنے قدم جمانے شروع کر دیے تھے یہ وہ وقت تھا کہ جہاں ایک جانب شاہ صاحب ؒ ملی عصبیت کی بنیاد پر افغانستان سے احمد شاہ ابدالیؒ کو خط لکھ کر مدد کیلئے بلاتے ہیں تو دوسری جانب "حجۃ

اللہ البالغہ " اور " ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء " جیسی کتب تحریر فرما کر مسلمانوں کو ان کی سیاسی میراث کی جانب متوجہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

یہی وہ دور ابتلاء تھا کہ جب شاہ صاحبؒ نے اپنا وہ معروف خواب دیکھا کہ جس کا تذکرہ " فیوض الحرمین " میں موجود ہے ہم اس کا اقتباس مناظر احسن گیلانیؒ کی معروف کتاب " تذکرہ شاہ ولی اللہؒ " سے پیش کرتے ہیں۔ شاہ صاحب بیان کرتے ہیں:

" میں نے دیکھا کہ کفار کا راجہ یا بادشاہ مسلمانوں کے بلاد پر مسلط ہو گیا، اور انکے اموال کو اس نے لوٹ لیا، اور انکی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا، اور اجمیر شہر میں اس نے کفر کے شعائر کا اعلان کر دیا اور شعائر اسلام کو اس نے مٹا دیا (خدا کی پناہ) "[15]

آگے لکھتے ہیں:

" اور میں نے اس وقت اپنے کو ایک بڑے مجمع میں پایا کہ جس میں روم والے بھی اور ترک بھی اور عرب بھی اور بعض اونٹوں پر سوار اور بعض پیدل گروہ در گروہ، کہ جیسے عرفہ کے دن حجاج کی حالت ہوتی ہے۔ پھر میں نے ان لوگوں کو بھی اپنے غضبناک ہونے کی وجہ سے غصہ میں بھرا پایا ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ آج کے دن کا کیا حکم ہے تو میں نے کہا کہ ہر نظام اور ہر آئین کو توڑ دینا یہی آج کے دن کا حکم ہے "[16]

یہ شاہ صاحب کی عالمی انقلابی فکر کا مظہر تھا انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ کس انداز میں عالمی سطح پر انقلاب کی ضرورت ہے اور دنیا کے چلتے ہوئے استیصالی نظاموں کا ٹوٹنا ایک حقیقی انقلاب کیلئے لازم ہے۔

شاہ صاحب کے ایک عظیم شارح مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے ہیں۔

" اس خواب کی تعبیر میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرھٹوں کی بڑھی ہوئی قوت کی شکست کی طرف اشارہ ہے "[17]

مزید دو امور کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

الف: انہیں یقین دلایا گیا کہ وہ ان مفاسد کے علاج میں ایک مستقل ذمہ دار حیثیت کے مالک ہیں یعنی ان کا انقلابی کمال اپنی مستقل حکومت کا متقاضی ہے۔

ب: انہیں بتایا گیا کہ پہلا نظام توڑ کر اس کے عوض وہ نیا نظام قائم کرنے کا ذریعہ بنیں گے یعنی وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے تمام دینی علوم اور سیاسی و اجتماعی تحریکات میں مستقل امام ہونگے "۔[18]

حضرت شاہ صاحب ؒ نے جس شرح وبسط کے ساتھ خلافت کے وجود کو بیان کیا ہے اور جن دلائل و براہین کے ساتھ اس کی اہمیت کو ثابت کیا ہے ایسی دوسری مثال شاید فقہاء سیاست کے ہاں ملنی مشکل ہو ایک جگہ کچھ اس انداز میں تصریح فرماتے ہیں کہ خلافت کا مقصود حقیقی کھل کر واضح ہو جاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

" خلافت عامہ وہ ریاست عامہ ہے جو بذریعہ علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور بذریعہ ارکان اسلام کے قائم کرنے اور بذریعہ جہاد و متعلقات جہاد کے قائم کرنے کا نام ہے، جیسے لشکروں کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مال غنیمت کو ان پر تقسیم کرنا اور بذریعہ عہدہ قضاء کے قائم کرنے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دور کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرنے اور برے کاموں سے روکنے بحیثیت نائب نبی ﷺ ہونے کے بالفعل حاصل ہوئی ہو"[19]

یہاں اسلامی خلافت کا بنیادی ڈھانچہ ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور ہمیں اس اصولی فرق کا ادراک ہوتا ہے کہ جو خلافت کو استعمار سے ممیز کرتا،

آگے امر خلافت میں نیابت رسول ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"اور آنحضرت ﷺ کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش و سرایا کا بھیجنا اور خصومات میں فیصلہ کرنا اور بلاد اسلام میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں کا حکم کرنا اور برے کاموں سے روکنا محتاج بیان نہیں ہے پھر جب نبی کریم ﷺ نے رفیق اعلی کی جانب انتقال فرمایا تو آپ علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد بھی تفصیل مذکور کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور اس تفصیل کو قائم رکھنے ایک ایسے شخص کے مقرر کرنے پر موقوف ہوا کہ جو اس کام میں عظیم اہتمام کرے"[20]

اب تک کی بحث سے اس بات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ خلافت کے مقاصد کیا ہیں اور وہ کون سی روحانی و عمرانی بنیادیں ہیں کہ جن کی بنیاد پر انسان کو خلافت جیسے الہی نظام کی ضرورت پڑتی ہے مگر اس سے پہلے کہ اس مقدمے کو مزید آگے بڑھایا جائے استعمار کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے تاکہ ہر دو نظام اپنی مکمل شکل کے ساتھ ایک فکری و معروضی تقابل کیلئے واضح طور پر ہمارے سامنے آسکیں۔

استعمار

استعمار کو کہیں پر سامراج کہا گیا، کہیں اسے بادشاہت کا نام دیا گیا اور کہیں اسے سلطنت و نو آبادیات کے نام سے موسوم کیا گیا اصطلاحی اعتبار سے:

" کہیں پر سامراج تو کہیں پر استعمار تو کہیں پر شہنشاہیت یہ تمام ایک ہی نظام کے مترادفات معلوم ہوتے ہیں "۔[21]

اگر اس کی مزید تحقیق کی جائے تو سامراج و استعمار کی اور وضاحت ہو جاتی ہے مغربی حوالے ملاحظہ کیے جائیں تو اس نظام کے خدوخال اور کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

The Stanford Encyclopedia of Philosophy "uses the term 'colonialism' to describe the process of European settlement and political control over the rest of the world, including the America, Australia, and parts of Africa and Asia". [22]

سامراج کے مزاج اس کے عظائم اور اس کی ہیت ترکیبی کو سمجھنے کیلئے اداروں کے قیام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ اس موضوع پر حقیقی معنوں میں کام کیا جاسکے۔ سامراج بظاہر رخصت ہو چکا ہے مگر درحقیت سامراج ایک جدید شکل میں آج بھی موجود ہے کہ جسے عالمگیریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سے پہلے کہ سامراج جدید کی کچھ بات ہو سامراج قدیم کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے۔

بقول ڈاکٹر مبارک علی۔

"امپیریلزم کو ہم تاریخی اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں"

قدیم امپیریلزم

یورپی امپیریلزم

نیو امپیریلزم

"تاریخی تسلسل اور تبدیلی میں اسکی ساخت اور ہیت میں تبدیلی آتی رہی ہے اور سکے مقاصد اور مفادات بھی وقت کے ساتھ بدلتے رہے ہیں لیکن ایک چیز جو ان تینوں ادوار میں مشترک رہی ہے وہ اسکا ظلم و استحصال تھا کہ جسکے ذریعہ امن پسند، صلح جو اور سادہ عوام کو لوٹا گیا اور انکی زندگی کو تباہ و برباد کیا گیا"[23]

ڈاکٹر مبارک علی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

"نیشنل ازم نے یورپ میں قومی ریاستوں کو پیدا کیا ہے اس کے نتیجے میں کولونیلزم اور امپیریلزم پھیلا جس کے رد عمل میں تسلط شدہ ملکوں میں نیشنل ازم کے تحت تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے کولونیل تسلط سے آزادی حاصل کی ازدی کے بعد ان ملکوں میں اسی نیشنل ازم کو حکمران طبقوں نے اپنے مفادات کیلیے استعمال کیا اور یہ نو آزاد ریاستیں ٹوٹ پھوٹ انتشار اور فوجی آمریتوں کا نشانہ بنیں اب ایک بار پھر گلوبلائزیشن نیو امپیریلزم کی شکل میں پوری طاقت سے آرہا ہے"[24]

مسلم قوم کی اپنی ایک مذہبی اور ملی تاریخ ہے اور یہ تاریخ کسی اندھیرے میں نہیں بلکہ آج بھی روز روشن کی طرح تاریخ کے صفحات کو اپنی ضوء سے منور کر رہی ہے، گو کہ استشراقی فکر نے ان حقائق پر پردہ ڈالنے کی پوری کوشش کی ہے اور یورپی استعمار نے اس استشراقی فکر کو مکمل مدد فراہم کی ہے لیکن جھوٹ و دجل کے بے شمار پردے ڈالنے کے باوجود بھی وہ تاریخ کے صفحات سے ہمارے روشن کارنامے کھرچنے میں ناکام رہے ہیں۔

اسلام ایک زندہ اور پائندہ دین ہے اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اسلام ایک ایسا ضابطہ زندگی ہے کہ جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے سامان ہدایت اپنے دامن میں رکھتا ہے ۔

اگر ہم دنیا کے نظام ہائے سیاست کا جائزہ لیں تو ہمیں ایک مخصوص بہاؤ دکھائی دیتا ہے اور یہ بہاؤ اپنے اندر مختلف جزیرے رکھتا ہے یہ کوئی فطری بہاؤ نہیں ہے بلکہ اسکا رخ طاقت، عصبیت، سازشوں اور لاتعداد خارجی اور باطنی واسطوں سے تبدیل ہوتا رہا ہے۔

دنیا میں لوگ (communities) بنا کر رہتے ہیں اور ان (communities) میں نظم وضبط قائم رکھنے کیلئے انہیں ایک ریاست کے ماتحت کیا جاتا ہے اور اس ریاست کو مختلف طریقوں سے چلایا جاتا ہے یہی طریقے " سیاست مدن " کے نام سے پہچانے جاتے ہیں (Monarchy) "شہنشاہیت" اس نظام سیاست کی قدیم ترین شکل ہے کہ جس کے دو بازو قوت اور عصبیت، کہیں وطنی عصبیت تو کہیں قومی عصبیت اسکی بنیاد بنتی ہے یہ عصبیت ہی ہے کہ جو منگولیا کے منتشر قبائل کو ایک عالمی قوت میں تبدیل کر دیتی ہے۔

پھر شہنشاہیت اپنی شکل بدلتی ہے اور (imperialism) "سامراج" بن جاتی ہے اور پوری دنیا کو اپنی نو آبادیات میں شامل کر لیتی ہے اسکی بنیاد بھی قوت اور ضرورت ہے کہ جو انگلستان کے باشندوں کو ہندوستان لے آتی ہے ۔ اسکی دوسری مثال زمانہ حال میں ناکام ہوتی ہوئی سوشلسٹ، مارکسسٹ ریاستیں ہیں یہاں پر بنیادی قوت نظریاتی عصبیت ہے کہ جو معاشروں کو اپنے شکنجے میں کستی دکھائی دیتی ہے۔

دوسری جانب جدید "جمہوریت (Democracy) " ہے کہ جس کا عروج انقلاب فرانس کے بعد ہوا یا امریکہ کی خانہ جنگی نے جس کے عالمی سطح پر غلبے کی راہ ہموار کی ۔ کہیں پر صریح قوت کا استعمال ہے تو کہیں پر ایک قوم کا دوسری پر غالب آجانا کہیں قومی و وطنی عصبیت ہے تو کہیں نظریاتی تقسیم کہیں وسائل کے حصول کا معاملہ ہے تو کہیں دنیا پر غالب آجانے کی خواہش ، تاریخ انتہائی صاف اور سیدھے انداز میں بتلاتی ہے کہ کوئی بھی نظام کہ جو دنیا پر نافذ ہوا ہو اپنی ارتقائی بنیادیں رکھتا ہے اس کے پیچھے ایک جدوجہد ہے انقلاب ہے قربانیاں ہیں افکار ہیں شخصیات ہیں اور نظریاتی عصبیت ہے۔ سامراج صرف کسی کے وطن پر ہی حملہ آور نہیں ہوتا بلکہ ہر اعتبار سے

قوموں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کسی قوم کی تہذیب اس کی ثقافت اس کی اقدار بلکہ اس کا دین و ایمان بھی اسکا غلام نہ بن جائے۔

ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

"میکالے نے جو 1835ء میں اپنی رپورٹ پیش کی اس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ برطانوی حکومت کو ہندوستان میں ایک ایسے تعلیم یافتہ طبقے کی ضرورت ہے کہ جو ذہنی طور پر یورپی اور شکل و صورت میں ہندوستانی ہو۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنا کر اور اسے سرکاری زبان کی حیثیت دے کر برطانوی حکومت نے ہندوستان کی ثقافت پر گہری ضرب لگائی "[25]

اسکی مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"تعلیم کے ذریعے برطانوی حکومت نے نہ صرف اپنے معاون پیدا کیے بلکہ اسکے ذریعے سے انفارمیشن پر بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا، نئے نصاب میں خاص طور پر انگریزی ادب کا اضافہ ہوا اس وقت انگلستان میں تعلیمی اداروں میں بھی انگریزی ادب نہیں پڑھایا جاتا تھا ہندوستان میں اسکی اسلیے ضرورت تھی کہ اسکے ذریعہ سیکولر اور انگریزی کلچر کو فروغ ملے اور تعلیم یافتہ نسل کو ذہنی طور پر یورپی ثقافت میں ضم کیا جائے "[26]

گو کہ استعمار کی ان شکلوں کا ظہور شاہ صاحبؒ کے بہت بعد میں ہوا اور اسکی خرابیوں کا رنگ بہت بعد میں ابھرا مگر آپ کی نگاہ معرفت اور خداداد بصیرت نے اس معاملہ کو بہت پہلے ہی دیکھ لیا تھا، اگر ہم شاہ صاحب ؒ کے حکم و معارف کا جائزہ لیں تو اس حیران کن امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ وہ امور کہ جن کا ہمیں آج سامنا ہے شاہ صاحبؒ انکی بابت ڈیڑھ صدی پہلے ہی نا صرف اشارہ کر کے جا چکے بلکہ انکا حل بھی بیان کر کے جا چکے ہیں۔

ایک بار پھر اگر "حجتہ اللہ البالغہ " کے مندرجات ملاحظہ کریں تو کچھ حیران کن انکشافات ہوتے ہیں۔

باب :23 میں "سیاست مدن " کے عنوان کے ماتحت ان خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جو استعماری مزاج کی حکومتوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں"

"سیات مدن میں بڑی خرابی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ بدذات لوگوں کی ایک جماعت کہ جن کو قوت و شوکت حاصل ہو نفسانی خواہشوں اور راہ راست کے ترک کرنے پر متفق ہو جائیں "[27]

استعماری جمہوریتوں میں ہمیں یہ خرابیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں کہ جنکی طرف شاہ صاحب ان سطور میں اشارہ فرما رہے ہیں۔

شاہ صاحب اس نظام کی خرابی کو وضح کرتے ہوئے کچھ اصول متعین کرتے ہیں۔

1۔ لوگوں کے مال و متاع کی طمع جیسے راہزن لوگ۔

2۔ لوگوں کو غصہ اور کینے کے سبب سے ایذاء پہنچانے والے۔

3۔ ملک اور حکمرانی کی آرزو اور اسکیلئے جدال و قتال کرنا۔

پھر اسی کی ذیل میں لکھتے ہیں۔

"ماں، بہن، بیٹی، کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنا، لوگوں کی کردار کشی کرنا، ناحق قتل کرنا، اور لوگوں کو فساد پر آمادہ کرنا"[28]

پھر کچھ معاشرتی و تمدنی اور اخلاقی خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

" اور نیز تمدن کے خلاف وہ خراب عادتیں کہ جن سے اہم ملکی منفعتیں تلف ہو جائیں اس کی مزید اصول ہمیں شاہ صاحب کے یہاں دکھائی دیتے ہیں۔

1۔ نکاح سے باز رکھنے والے امور۔

2۔ شراب کی کثرت۔

3۔ مرد کا عورتوں اور عورت کو مردوں کی بود و باش اختیار کرنا۔

4۔ قمار، سود، رشوت کی فراوانی۔

5۔ چور بازاری۔

6۔ ذخیرہ اندوزی۔

7۔ قیمتوں کا بڑھنا۔

8۔ پیشوں کی تباہی۔

9۔ جھوٹی گواہی۔

10۔ شہرت پسندی"۔[29]

یہ وہ خدشہ تھا کہ جو شاہ صاحب کے پیش نظر ہی نہ تھا بلکہ آج کے جدید مغربی اینتھروپولوجسٹ بھی وہی نتائج اخذ کر رہے ہیں کہ جن کی طرف قدیم مفکرین اشارہ کر کے جا چکے ہیں۔

Anthropologist Ania Loomba is convinced that capitalism is the distinguishing feature between colonialism and imperialism. However, colonialism contributed to the spread of capitalism all over the world. She argued colonialism is means through which capitalism achieved its global expansion.[30]

استعمار نے نا صرف سرمایہ داریت کے مادی نظام کو جنم دیا بلکہ اسکی ترویج کا بڑا سبب بھی بنا، خاص کر دور جدید میں سرمایہ داریت سے بڑھ کر معاملہ اب عالمگیریت کی شکل میں دنیا پر مکمل تسلط کی طرف جارہا ہے۔

عالمگیریت

" عالمگیریت استعمار (Colonialism)اور استشراق (Orientalism) کی دو تحریکوں کے مجموعے کا نام ہے، جس کے ذریعے مغربی اور صہیونی طاقتوں کے مالی تحفظ کو یقینی بنانے کے ساتھ ان کے مذہبی عقائد، اخلاقی اقدار اور معاشرتی ثقافت کو عالمی جامہ پہنا کر پوری دنیا میں رائج کیا جائے۔

عالمگیریت کے مقاصد کے حوالے سے، **عالمگیریت کے پانچ بڑے مقاصد** ہیں:

" 1۔ دنیا پر سیاسی برتری کا حصول

2۔ دنیا پر اقتصادی برتری کا حصول

3۔ دنیا پر مغربی معاشرتی، تہذیبی اور اخلاقی اقدار کا تسلل

4۔ پوری دنیا میں مغربی زبان و ادب کی ترویج

5۔ عالمی عدالت اور سلامتی کونسل کے ذریعے پوری دنیا پر مغربی حکمرانی کا قیام "[31]

معروف اسکالر ڈاکٹر خالد علوی اپنی کتاب "اسلام اور عالمگیریت" میں لکھتے ہیں۔

" عالمگیریت کے نتیجے میں طاقتور قوموں کے سوا باقی تمام قومیں محکوم ہوں گی۔ قومی حکومتیں آہستہ آہستہ بے اختیار ہوتی چلی جائیں گی۔

انکی حیثیت شہری و ضلعی حکومتوں کے ناظم کی ہو گی بلکہ ضلعی و شہری نظام براہ راست عالمی اقتدار کے ماتحت ہو گا اور یوں کمزور قومی حکومتیں غیر موثر ہو جائینگی اور عسکری و معاشی غلبے کے ساتھ سیاسی غلبہ بھی مکمل ہو جائے گا"[32]

آگے عالمگیریت کے اثرات پر مزید گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

" عالمگیریت میں طوائف کلچر کی حوصلہ افزائی ہو گی، سرمایہ سے محبت کرنے والی حکومتیں " جنسی صنعت "کو فروغ دیں گی، مسلم دنیا میں حیا باختگی اور اخلاقی فساد پیدا ہو جائے گا اور مسلمان معاشروں میں جو تھوڑی بہت مزاحمت ہے وہ عالمگیریت کے بوجھ تلے دم توڑ دے گی"[33]

جدید و قدیم سامراج اور عالمگیریت کے ابھرتے ہوئے عفریت کے اثرات کو دیکھتے ہوئے ایک بات کا واضح طور پر ادراک ہوتا ہے کہ خلافت اس سے وراء ایک اعلیٰ ترین روحانی معاشرت کا نام ہے اسکا مقصود دنیا پر قبضہ کر کے اپنے افکار و نظریات کی ترویج اور کسی مخصوص فکر کا غلبہ نہیں ہے بلکہ دنیا میں وہ خاص روحانی ماحول تشکیل دینا

مقصود ہے کہ جو دنیا کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خالص ایک خالق حقیق کی غلامی میں دے دے یہ در حقیقت انسانی عقل کے اخذ کردہ فاسد نظاموں کے مقابل وحی الہی کی روشنی میں ایک خالص روحانی حکومت کے قیام کا نام ہے۔

اسلامی خلافت در حقیقت منبع وحی سے نکلنے والی وہ عظیم عمرانی تحریک کے کہ جس میں کیے گئے عمرانی معاہدے میں ریاست کا حاکم بھی اپنے رب کو جواب دہ ہے اور عوام بھی خالق حقیقی کے سامنے جوابدہ ہیں۔

اسی جانب ایک حدیث میں اشارہ ہے۔

"أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ " . قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ " لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ " .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے پوچھا: کس کی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے لیڈروں کی اور ان کے عام آدمی کی۔[34]

آیات استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ نے ان خاص روحانی اوصاف کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جو خلافت حقیقی اور نیابت نبوت کا لازمہ ہیں۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدا تعالی جب کسی پیغمبر علیہم السلام کو اصلاح عالم کیلئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک اور بدیوں سے دور کرنے کیلئے مبعوث فرماتا ہے تو غیب الغیب میں کوئی خاص صورت (حالات وواقعات کی شکل میں) اس اصلاح کیلئے مقرر کر دیتا ہے"[35]

مزید ایک خاص حکمت بیان فرماتے ہیں کہ دین خاص جزیرہ عرب میں کیوں اترا کہ جو باقی دنیا کے مقابل غیر متمدن اور قدیمی طرز پر تھی اور اسکی کوئی خاص جغرافیائی اور سیاسی حیثیت دنیا کی نگاہ میں موجود نہ تھی جبکہ اطراف عالم میں دو عظیم استعماری قوتیں روم اور فارس کی شکل میں اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ کھڑی تھیں اور پورے عالم میں انکے مقابل کوئی نہ تھا شاہ صاحب کے مطابق در حقیقت اسلام کے نظام خلافت کی فضلیت اور اکبریت کو اس دور میں موجود عظیم ترین استعماری قوتوں کے مقابل لاکر یہ دکھانا مقصود تھا کہ عالم ارضی میں حقیقی طاقت مادی قوتوں کے پاس نہیں بلکہ ان مادی قوتوں کے خالق، خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے کہ جو ضعیف کو قوی اور قوی کو ضعیف بنا دینے کی قوت رکھتا ہے شاہ صاحب رح کے اپنے الفاظ میں اگر ملاحظہ کیا جائے تو معاملے کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔

شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں

"الحاصل اس وقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہوں یعنی کسریٰ اور قیصر کے زیر حکم تھا۔ یہ دونوں بادشاہ دوسرے مذاہب پر غالب تھے مذہب اباحت کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدہ ارجاء ان پر غالب تھا"۔[36]

اسی اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے شاہ صاحب آگے فرماتے ہیں:

" چونکہ خدا تعالی نے آنحضرت ﷺ کیلئے ان روحانی نعمتوں کو کہ جو بغیر رفیق اعلیٰ سے ملے حاصل نہیں ہو سکتیں پسند فرمایا اسلئے ضروری ہوا کہ دین کے غلبے کو کامل کرنے اور دشمنان خدا کی سرنگوئی کو پورا کرنے کیلئے آپ ﷺ کسی کو خلیفہ بنائیں"۔[37]

شاہ صاحب نے اپنے مقدمے کی تکمیل کچھ ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

" صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل ہوا وہ سب لیظہرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام میں اعلیٰ درجے کی قسم یعنی دولت کسریٰ اور قیصر کا درہم برہم کرنا بر درجۂ اولیٰ داخل ہو گا اور اس قسم اعلیٰ کے حاصل کرنے والے خلفاء رض تھے"[38]

شاہ صاحبؒ کے نزدیک خلافت کا غالب ہونا درحقیت اس نظام الہی کا غالب ہونا ہے کہ جو کسی بھی جدید وقدیم استعمار کے خلاف سر اٹھا کر کھڑا ہو سکتا ہے اور درحقیقت یہی مقصود بعثت نبوت ہے خلافت صرف امور حکومت چلانے کا نام نہیں یہ صرف تمام تر دنیاوی ومادی وسائل پر قبضے و غلبے کا نام بھی نہیں بلکہ اسکا حقیقی مقصود مخلوق کی زندگی کے ہر ہر معاملے میں خالق حقیقی کے تابع کر دینے کا نام ہے شاہ صاحب خلافت کا حقیقی مقصود واضح کرتے ہیں اور جب جب انکے افکار کی روشنی میں خلافت و نظامہائے انسانی کا تقابلی مقابلہ کیا جاتا ہے تو اس وہم کا بخوبی اذالہ ہو جاتا ہے کہ خلافت صرف کوئی سسٹم یا ازم ہے بلکہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ دراصل منہاج علی النبوۃ کا نام ہے۔

نتیجہ بحث

استعمار اپنی اصل میں تو سیعی عظائم رکھتا ہے استعمار کے نزدیک لوگوں کی اصلاح یا قوموں کو سیدھی راہ دکھانا نہیں بلکہ انکی دولت انکے وسائل اور افراد کار پر قبضہ اور انہیں غلام بنانا ہوتا ہے چاہے وہ استعمار قدیم ہو یا استعمار جدید استعمار کسی اخلاقی اصول یا ضابطے کا پابند نہیں ہوتا اسکی سب سے بڑی مثال برطانوی استعمار کی ہے کہ جس نے ممالک ہی نہیں براعظموں کو تاراج کیا اگر صرف افریقہ کی مثال دی جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا براعظم غلامی کے اندھیروں کا شکار ہو گیا اور آج تک اس اندھیرے سے نکلنے میں ناکام رہا ہے ایک جانب تو ایفرو امریکن اور ایفرو یورپین طبقہ پیدا ہوا کہ جو آج بھی اپنے حقوق کی تلاش میں سرگرداں ہے تو دوسری جانب استعمار کے

لگائے گئے زخموں کی تکلیف آج بھی براعظم افریقہ محسوس کرتا ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ وہ باقی دنیا سے دوسو سال پیچھے ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا۔

یہی معاملہ برطانوی استعمار نے برصغیر پاک وہند کے ساتھ کیا مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ نے اپنی سوانح ؒ، نقش حیات، میں اسکی تفصیل بیان کی ہے۔ استعمار صرف اقوام کے وسائل کو ہی برباد نہیں کرتا بلکہ اپنی محکوم اقوام کے اذہان کو بھی متاثر کرتا ہے یہاں تک کہ انکے مذہب انکی ثقافت انکی حریت فکر اور انکے سوچنے کے انداز تک کو بدلنے کا خواہاں ہوتا ہے استعمار اپنی اصل میں ایک ایسا عفریت ہے کہ جو اقوام کو انکی مذہبی، تہذیبی، ثقافتی شناخت سمیت نگل کر ایک ایسی شکل میں اگلتا ہے کہ جو ویسٹ میٹیریل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

یہ معاملہ تو استعمار قدیم کا ہے دوسری جانب استعمار جدید جسے عالمگیریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے سے کہیں زیادہ ضرر رساں ہے یہ اپنے مریض کو اس حال میں پہنچا دیتا ہے کہ جیسے کوئی کوڑھی اپنے بدن کو گلتا ہوا دیکھتا رہے یہاں تک کہ اس کو تکلیف اور نقصان کا احساس ہی نہ ہو اور وہ موت کے منہ میں چلا جائے، استعمار جدید یہ طے کرتا ہے کہ دنیا کی سیاست کس انداز کی ہو گی کس کے پاس کتنے وسائل رہیں گے کس طرح طاقتور قوتیں مزید طاقتور ہوں گی اور کس طرح کمزور ہمیشہ کمزور ہی رہیں گے استعمار جدید کو یہ مسئلہ نہیں کہ کن ممالک نے کن علاقوں پر قبضہ کر رکھا ہے کہاں انسانیت سوز جرائم کیے جارہے ہیں بلکہ اسے دلچسپی اس امر سے ہے کہ کس طرح ممالک کو اپنے شکنجے میں کس کر رکھے، استعمار جدید اختلافات کی سیاست کو ہوا دیتا ہے اس کے نزدیک اگر عالم میں امن قائم ہو گیا اور ممالک آزادانہ اپنے معاہدات کرنے لگے تو اسکی اتھارٹی کا کیا ہو گا لوگ اس کے پاس کیوں آئیں گے استعمار جدید سرحدی تنازعات کو ہوا دیتا ہے علاقائی اختلافات کو پروان چڑھاتا ہے یہیں تک نہیں ممالک کے اندر مختلف علاقائی قومی اور ثقافتی عصبیتوں اور فرقہ وارانہ گروہوں کو پروان چڑھنے میں مدد دیتا ہے دور جدید میں عرب سپرنگ اسکی بڑی مثال ہے اسی طرح کشمیر کے مسئلے پر خاموشی اور مشرقی تیمور کی تقسیم استعماری قوتوں کے مزاج کا بخوبی پتہ دیتی ہی ہے استعمار ثقافتی سطح پر اپنے رسومات اپنی تقریبات اپنا کلچر اور اپنا نظام مسلط کرتا ہے کہیں پر اس عالمی استعمار جو جمہوریت پسند ہے تو کہیں پر یہ بادشاہت کا ساتھ دیتا نظر آتا ہے کہیں پر یہ اشتراکیت کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تو کہیں یہ سرمایہ داریت کی تائید کرتا ہے، استعمار جدید ہمیں بتلاتا ہے کہ ہمیں سیکولر ہونا چاہیے یا ہمیں ہومنسٹ ہونا چاہیے استعمار دنیا بھر میں اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا کا ایک مزاج بنانے کی کوشش کرتا ہے اسکے نزدیک مذہب کی وہ تعبیر پسندیدہ ہے کہ جو اسے سپورٹ کرے کبھی وہ اسلاموفوبیا کی آواز بلند کرتا ہے اور پوری دنیا کو اس فوبیا میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کبھی وہ تقارب

ادیان کی بات کرتا ہے اور عالمی صوفی مذہب کو اپنا منظور نظر قرار دیتا ہے استعمار جدید کو خالص مذہبی شعائر سے مسئلہ ہے وہ قربانی کو ظلم قرار دے گا لیکن مذہبی رسومات سے اسے کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ویلین ٹائین ڈے، ہالووین، ایسٹر اور ایسی ہی متعدد دوسری مذہبی رسومات استعمار جدید کی کوکھ سے پروان چڑھتی ہیں۔

استعمار قدیم ہو یا استعمار جدید ان کے نزدیک سب سے بڑا مسئلہ مشرق رہا ہے اور خاص کر مشرق سے طلوع ہونے ولا اسلام کو سورج انکی نگاہوں کو خیرہ کرتا رہا ہے اسلام اور خاص کر اسلام کا نظام خلافت ہر دور میں استعمار کیلئے نا پسندیہ رہا ہے استعمار کو اسلام میں اپنا خاتمہ دکھائی دیتا ہے چاہے وہ قدیم رومی و فارسی استعمار ہو چاہے وہ مغربی استعماری بادشاہتیں ہوں چاہے وہ چرچ کے ماتحت پاپائی حکومتیں ہوں استعمار نے ہمیشہ اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی ہے اور یہ راستہ حربی میدانوں پر بھی روکا گیا اور فکری میدانوں پر بھی فکری سطح پر استعمار کا سب سے بڑا ہتھیار استشراق رہا ہے بظاہر تو استشراق مطالعہ مشرق کا نام ہے لیکن درحقیقت استشراق کا موضوع اسلام خاص کر علوم اسلامی کے خلاف بطور تحریر ک کھڑے ہونے کے رہا ہے، استشراق نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شخصیت کو بطور بادشاہ یا بطور قومی لیڈر پیش کیا جائے اور یہ معاملہ ان مستشرقین کا ہے کہ جنہیں معتدل مستشرقین سمجھا جاتا ہے، استشراقی فکر کا خاص ہدف اسلامی خلافت اور اسلامی سیاست رہی ہے اور اسی کے ذیل میں استشراق نے اسلامی کی عمرانی بنت پر سوالات اٹھائے ہیں کہیں پر غلامی ہے حوالے سے اعتراض کہیں اسلامی حدود پر اعترض کہیں شعائر اسلام پر اعترض استشراق کی یہ بھرپور کوشش رہی ہے کہ اسلامی نظام خلافت کو بھی استعمار کے مترادف یا استعمار کی ہی ایک شکل قرار دیا جائے۔

اسلامی خلافت درحقیت ایک اعتقادی حکومت ہے کہ جسکی بنیاد نظریہ توحید پر استوار ہے لوگ باگ یہ اعتراض بھی وارد کرسکتے ہیں کہ اسلامی خلافت بھی پاپائیت کی ہی ایک شکل ہے لیکن یہ امر شاید انکی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے کہ اسلامی خلافت میں ایک مذہبی پیشوا، ایک قاضی، ایک محتسب یا ایک خلیفہ سب کے سب ایک ہی اصول کے پابند ہیں اور وہ اصول ہے قرآن و سنت، اسلامی پاپائیت سے مختلف ایک واضح اصول دیتا ہے کہ جس میں پادری یا چرچ ہی طاقت کا حقیقی مرکز نہیں ہوتے بلکہ طاقت صرف اللہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات بھی خالص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لی جائے گی کسی فقیہ کسی عالم کی تعبیر ایک اضافی توجیہ اور تفہیم تو ہو سکتی ہے لیکن قرآن و سنت پر فائق نہیں ہو سکتی۔

خلافت کا بنیادی موضوع ریاستوں پر قبضہ نہیں اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حبشہ پر حملے سے گریز کرتے ہیں تاکہ وہاں اسلامی دعوت جڑ پکڑ سکے ریاستوں کے حکمرانوں کو خطوط لکھے جاتے ہیں کہ آپ اسلام قبول کر لیجئے ہمیں آپ کی زمین کی ضرورت نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدنی ریاست کا قیام بھی دعوت کی بنیاد

پر کیا تھا مدینے والوں سے جنگ نہیں کی گئی بلکہ انکے قلوب کو اسلام کی جانب متوجہ کیا گیا حضرت مصعب بن عمیر رض جیسے کبار صحابہ رض کی مساعی کے نتیجے میں اسلام نے مدینے کی سرزمین میں جڑ پکڑا مدینے والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت قبول کیا کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کسمپرسی کی حالت میں تھے انکے پاس کسی بھی قسم کے کوئی وسائل موجود نہ تھے وہ طاقت کے اعتبار سے انتہائی کمزور تھے انکے پاس کوئی جتھہ نہ تھا انکے پاس ایک بڑی جمیعت نہ تھی انکے پاس بنیادی قوت وہ دعوت تھی کہ جس نے قلوب و اذہان کو متاثر کیا، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ تاتاری کہ جنہوں نے خاص طور پر مسلمانوں کو تاراج ایک ایک وقت میں اسلام قبول کر کے مغلوں کی شکل میں ابھرے، اسلامی خلافت صرف ایک نظام حکومت نہیں بلکہ یہ ایک نظریہ حیات ہے اور تصور جہاں ہے اور اسی تصور جہاں کے اس دور کو ضرورت ہے۔

سفارشات

مقالے کا مقصود ہمارے نوجوان اسکالرز اور تھنکرز کو اس جانب متوجہ کرنا ہے کہ آج کے دور میں اسلامی طرز سیاست اور اسلامی نظام حکومت کے احیاء کیلئے مستقل تحقیقی دائرے قائم کیے جائیں اور اپنی تحقیق کا مدار خاص طور پر ان عنوانات کو بنایا جائے اس حوالے سے جن مخصوص دائروں میں کام کیا جاسکتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- اسلامی نظام سیاست پر تحقیق اور دور جدید میں اس کے عملی نفاذ کے لیے اٹھائے جانے والے اقدامات کا جائزہ۔
- جدید سیاسی نظاموں کا جائزہ اور ان کے اسلامی نظام سے فرق کی وجوہات کی تلاش۔
- مذہب اور لامذہبی سیاست کی تقسیم اور ہر دو کا تقابلی مطالعہ۔
- روحانی اور مادیت پرستانہ سیاسی فکر کا فرق اور روحانی سیاست کے احیاء کے مختلف طریقوں پر بحث۔
- مسلم سیاسی مفکرین، ابن خلدون، ابن تیمیہ، الماوردی وغیرہ کے کام کو دور جدید کے علمی حلقوں میں متعارف کروانا۔
- استعماری سیاست کے دنیا پر بد اثرات کا جائزہ۔
- دور جدید میں اسلامی سیاست پر ہونے والے اعتراضات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش۔
- دور جدید کی اس غلط فہمی کو دور کرنا کہ اسلامی خلافت دہشت گردی کا استعارہ ہے اور اس کا درست تصور پیش کرنا۔
- جدید عالمگیریت اور استعمار کے تعلق پر بحث اور ہر دو کے ربط اور تسلسل کی تاریخی اعتبار سے تلاش۔

- اسلامی نظام حکومت کی اخلاقی و انتظامی اعتبار سے جدید سیاسی نظاموں پر فوقیت پر تحقیقی کام۔
- اسلامی سیاسی نظام یا نبوی ﷺ سیاسی نظام کن بنیادوں پر انسانیت کیلیے رحمت ہے اس دائرے میں جدید ذہن کے حوالے سے تحقیقی کام۔

امید ہے کہ اگر ہم ان مخصوص دائروں میں کام کریں گے تو ان شاء اللہ اسلامی سیاسی نظام کے احیاء اور اس کے حوالے سے پیدا ہو جانے والی غلط فہمیوں کا اذالہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے اور دور جدید میں انسانیت کیلئے اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کر سکیں گے خاص کر اس عنوان پر کام کہ اسلامی سیاسی نظام آج بھی اسی انداز میں متعلق اور مفید ہے کہ جس انداز میں نبی کریم ﷺ کے دور میں تھا تا کہ امت کی سطح پر لوگوں کو اور عام دنیا کو حقیقی ریاست مدینہ ﷺ کا علم ہو سکے۔

حوالہ جات

1 - ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب (بیروت: دار صادر، س۔ن) ،12/ 24

Ibn Mānzoor, jamāl ud Din, Muhammad Bin Mukārram, Lisaān ul Arab, (Beruit, Dar Sadir), 12/ 24

2 . https://plato.stanford.edu/entries/colonialism/

3.https://courses.lumenlearning.com/suny-hccc-worldhistory2/chapter/theenlightenment/

4 . https://irak.pk/globalization-concepts-and-expertise/

5 . Shāh Waliullāh, Izālat al Khafā, Vol.1, pg. 13, Qadimi Kutub Khāna, Karachi.

6 . Shāh, Waliullāh, Izālat al Khafā, Vol.1, pg. 38, Qadimi Kutub Khāna, Karachi. P. 197

7 - شاہ اسماعیل، شہید منصب امامت، (پاکستان: حاجی حنیف اینڈ سنز، س۔ن) صفحہ 197

8 . Said, Edward (1993). Culture and Imperialism. (New York: Vintage Books (Random House).

9 . Shāshi Thāroor , Inglorious Empire, Aleph (India), C. Hurst & Co. (UK).

10 - مبارک علی، ڈاکٹر، برطانوی راج ایک تجزیہ، (لاہور: فکشن ہاؤس، فرنگ روڈ) صفحہ 68

11 . Damien Tricoire, Enlightened Colonialism: Civilization Narratives and Imperial Politics in the Age of Reason,Springer International Publishing, 23-Aug-2017 -

12 . Hobbes, Locke, Montesquieu, and Rousseau - Constitutional https://www.crf-usa.org › bill-of-rights-in-action › bria-20.

13 . J. W. Gough, The Social Contract (Oxford: Clarendon Press, 1936), pp. 2–3.

14 - سفر الحوالی، شیخ، سیکولرزم، (لاہور: کتاب سرائے، بیت الحکمت)، صفحہ 27

Safaār al Hawāli, Sheikh, Secularism, (Lahore, Bait ul Hikmat, Kitāb Sarāye), P. 27

15 - گیلانی، مناظر احسن، تذکرہ شاہ ولی اللہ، (لاہور: نوید پبلشرز، اردو بازار)، ص50

Gilaāni, Mnāzir Ahsan, Tazkarā Shāh Walli Ullāh, (Lahore, naveed publishers, urdu bazar), P.50

16 .ایضاً۔

Ibid,

17 - سندھی، عبید اللہ، شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، (لاہور: کتب خانہ پنجاب، دین محمدی پریس،)، ص27

Sindhi, Ubaidullāh, shāh walli ullāh or un ki siāsi tahreek, (Lahore, deen muhammadi press, Punjab), P.27

18 - ایضاً، ص28۔

Ibid,p: 28

19 - دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، (کراچی: قدیمی کتب خانہ)، ص14

Dehl wi, shāh wālli ullah, izalā tul khafā an khilafātul khulafā, (Karachi, qadeemi kutab khāna), P. 14

20 .ایضاً، ص15۔

Ibid,p: 15

21 - سرہندی، وارث، قاموسِ مترادفات، (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۸۶)۔

Sirhindi, wāris, Qāmous e Mutradifāat, (Lahore, urdu science board, 1968)

22. Margaret Kohn (29 August 2017). "Colonialism". Stanford Encyclopedia of Philosophy. Stanford University. Retrieved 5 May 2018.

23. مبارک علی، ڈاکٹر، تاریخ اور سیاست، (لاہور: فکشن ہاؤس، تاریخ پبلی کیشنز، مزنگ روڈ)، ص 72

Mubārik ali,Dr., Tarrekh or siyāsat, Lahore, tāreekh publications, mazang road, P. 72

24. مبارک علی، ڈاکٹر، تاریخ اور آج کی دنیا، (لاہور: فکشن ہاؤس پبلشرز، مزنگ روڈ)، ص 11

Mubārik ali,Dr., Tārrekh or aāj ki duniyā, (Lahore, tāreekh publications, mazang road), P. 11

25. مبارک علی، ڈاکٹر، برطانوی راج، (لاہور: فکشن ہاؤس، مزنگ روڈ)، ص 81

Mubārik ali,Dr., Bartānvi Raāj, (Lahore, tāreekh publications, mazang road), P. 81

26. ایضاً، صفحہ 82-

Ibid,p: 82

27. دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، (لاہور: فرید بک اسٹال، منشورات علمیہ، اردو بازار)، ص 84

Dehlāwi, Shāh Walli Ullāh, Hujjāh tullāh hul Baligāh, (Lahore, Manshurāt e Ilmiya, P. 84

28. ایضاً، ص 85-

Ibid,p: 85

29. ایضاً، ص 86-

Ibid,p: 86

30. Sarah SAYEH, India and dialectics of change between colonial and post-colonial Eras, Page, 08, (University of TLEMCEN, Faculty of letters and languages, Department of English, Year 2014-15.

31. خلیل خیل، محمد حسین، مفتی، عالمگیریت کے چیلنجز، ہفت روزہ، شریعہ اینڈ بزنس۔

Khālil Khail, Muhammad Hussain, Mufti, Alamgireyāt k challenges, haft rozā, shariāh and business

32. علوی، ڈاکٹر خالد، اسلام اور عالمگیریت، (اسلام آباد، دعوۃ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی)، ص 18

Alvi, dr Khālid, Islam or Alamgiriyāt, (Islamabad, Islamic international university, P. 18

33. ایضاً، صفحہ: 20-

Ibid,p: 20

34. نسائی، امام احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب البیعہ، باب النصیحۃ للامام، حدیث نمبر: 51۔

Nisāi, Ahmad Bin Shoāib, Kitāb ul Bayeh, bāb un Naseehāh, Hadith 51

35. ولی اللہ، شاہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، (پاکستان: قدیمی کتب خانہ)، ۱/۱۶۹

Shāh walli ullāh, izalā tul khafā an khilafātul khulafā, (Karachi, qādeemi kutab khāna), P. 169

36. ایضاً، ص 173-

Ibid,p: 173

37. ایضاً، ص 174۔

Ibid,p: 174

Ibid,p: 175۔ 38. ایضاً، ص 175